مصنوعی تسبیح
کی
شرعی حیثیت
ترتیب
فضیلة الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ
مکة المکرمہ
دار الکتب الاسلامیہ دھلی

مصنوعی تسبیح

(دانوں کی مالا)

کی شرعی حیثیت

تحقیق وترتیب

فضیلۃ الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ

مکہ مکرمۃ

دار الکتب الاسلامیۃ دھلی ۔ ٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

ہمارے معاشرے میں ذکر واذکار کو دانوں کی مالا (تسبیح) پر پڑھنے کا قدیم زمانے سے رواج چلا آرہا ہے اس طریقہ کار کے صحیح اور غلط ہونے کے بارے میں تحقیق وتفتیش کرنے کی ضرورت سمجھنا تو دور کی بات ہے کسی کو احساس بھی نہیں ہے۔

زیر اشاعت مقالہ میں اس مصنوعی تسبیح (دانوں کی مالا) کی شرعی حیثیت پر کتاب وسنت کی روشنی میں بحث کی گئی ہے مقالہ نگار فضیلۃ الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ، مقیم مکہ مکرمۃ ہیں جن کی علمی شخصیت اور علوم حدیث پر گہری نظر مسلّم ہے۔ موصوف نے اپنے اس مقالہ میں دانوں کی مالا (تسبیح) پر ذکر واذکار پڑھنے یا شمار کرنے کو بدعت قرار دیا ہے جس سے ہر محب سنت کو اجتناب کرنا چاہیے۔

دارالکتب الاسلامیہ دھلی نے مسلمانوں کی اصلاح کی نیت سے اس مقالہ کو نہایت معیاری انداز میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کے ذریعہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ آمین

وصلی اللہ علی النبی

شکیل احمد میرٹھی

دارالکتب الاسلامیہ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"تسبیح" (جسے عربی میں سُبحہ کہتے ہیں) سے سبھی واقف ہیں، یہ دھاگے میں پروئے ہوئے دانے ہیں جو مختلف چیزوں سے تیار کئے جاتے ہیں صوفیاء علماء اور عوام اس کثرت سے ان کا استعمال کرتے اور ذکر واذکار کے لئے ان کا سہارا لیتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو ان کی شرعی حیثیت سے متعلق گفتگو عجیب معلوم ہوگی وہ ان سے مانوس ہونے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ذکر واذکار کا یہی مسنون طریقہ ہے، اور جب بزرگوں کو اس پر عمل پیرا دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ سنت کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے؟ افسوس کہ بعض علماء نے بھی کچھ رسالے لکھ کر اس کی مشروعیت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور اپنی دانست میں اس کے لئے سند جواز پیش کر دیا ہے۔ اس کتاب میں ہم بتائیں گے کہ ذکر واذکار اور اسے شمار کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ مصنوعی تسبیح کا رواج کب سے اور کیسے ہوا؟ جن روایتوں میں تسبیح کے دانوں یا کنکریوں اور گٹھلیوں پر گننے کا ذکر ہے وہ محدثین کے نزدیک کس درجہ کی ہیں؟ اور کیا ان سے تسبیح کے جواز اور استحباب پر استدلال کیا جاسکتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دائیں ہاتھ پر سبحان اللہ گنتے ہوئے دیکھا (یہ حدیث مختصراً: ابوداؤد ۲/۸۱ ترمذی ۵/۴۴۶، ۴۸۲، نسائی ۳/۷۹ میں اور تفصیل کے ساتھ: مسند احمد ۲/۱۶۱، ۲۰۵، ابوداؤد ۴/۳۱۶، ترمذی ۵/۴۴۵ نسائی ۳/۷۴،

ابن ماجہ ۱/۲۹۹، ابن حبان (حدیث نمبر ۲۳۳۴ در موارد الظمآن) مستدرک حاکم ۱/۵۴۷ اور بیہقی ۲/۲۵۳ وغیرہ میں بہ سند صحیح مروی ہے)۔

یہ تو ہوا رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل اب آیئے پتہ چلائیں کہ انھوں نے دوسروں کو کیا ہدایت کی ہے ایک صحابیہ یُسَیرۃ بنت یاسر بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! تم تسبیح وتہلیل وتقدیس کرتی رہو، اس سے غفلت نہ برتنا، ورنہ اللہ کی رحمت سے محروم رہوگی اور انگلیوں پر گنا کرنا، کیوں کہ قیامت کے دن ان سے پوچھا جائے گا تو یہ گواہی دیں گی۔ (یہ حدیث مسند احمد ۶/۳۷۱، ابوداؤد ۲/۸۱، ترمذی ۵/۴۸۷٬۵۳۳ وغیرہ میں مروی ہے یہ حدیث حسن ہے، امام حاکم اور ذھبی وغیرہ نے اسے صحیح بتایا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیے حافظ ابن حجر کی ''أمالی الأذکار،، ۱/۸۲)۔

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر واذکار کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ اسے انگلیوں پر شمار کیا جائے۔ کچھ لوگوں نے بعض حدیثوں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کنکریوں اور گٹھلیوں پر تسبیح گننا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، مگر افسوس کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی وہ سب موضوع گڑھی ہوئی اور سخت ضعیف ہیں ذیل میں ان کی تحقیق پیش کی جاتی ہے:

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنکریوں پر تسبیح گنتے تھے یہ حدیث سہمی کی تاریخ جرجان'' (صفحہ ۶۸) میں مروی ہے یہ بالکل موضوع اور گڑھی ہوئی حدیث ہے اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن محمد

بن ربیعۃ القدامی متہم بالکذب ہے۔ اسے ابن عدی، دارقطنی ابن حبان ذھبی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے، حاکم اور نقاش کہتے ہیں کہ اس نے مالک سے موضوع حدیثیں روایت کی ہیں ابو نعیم کہتے ہیں: اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں تفصیل کے لئے دیکھیے: میزان الاعتدال ۸۸/۲، لسان المیزان ۳۳۴/۳، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی (حدیث نمبر ۱۰۰۲)۔ اس حدیث کی سند میں ایک دوسرا راوی صالح بن علی النوفلی کے حالات زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔

(۲) صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے، اس وقت میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں تھیں جن پر میں تسبیح گن رہی تھی، آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ان پر میں تسبیح گن رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ابھی جب سے میں یہاں کھڑا ہوں اس سے زیادہ تسبیح پڑھ چکا میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے بھی سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: کہو "سبحان اللہ عددَ ما خلقَ من شئی ...." (ساری مخلوقات کے برابر سبحان اللہ ....) یہ حدیث ترمذی ۵۱۹/۵ مسند ابو یعلی ۱۶۹۶/۴ الکامل لابن عدی ۲۵۷۴/۷ مستدرک حاکم ۵۴۷/۱ وغیرہ میں مروی ہے مگر یہ حدیث صحیح نہیں امام ترمذی فرماتے ہیں: "یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے ہاشم بن سعید الکوفی کی سند سے ہی جانتے ہیں۔ اسی کی سند معروف نہیں۔ اس باب میں ابن عباس کی حدیث آتی ہے"

ہاشم بن سعید کے بارے میں امام ابن معین فرماتے ہیں: لیس بشئی (اس کی کوئی حیثیت نہیں)، امام ابن عدی کہتے ہیں: اس نے جتنی روایتیں بیان کی ہیں

ان میں سے کسی کی تائید دوسروں سے نہیں ہوتی ۔ حافظ ابن حجر تقریب التہذیب" میں اسے ضعیف بتاتے ہیں۔

امام ترمذی نے ابن عباس کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ صحیح مسلم (۲۰۹۰/۴) وغیرہ میں اسی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے نکلے وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر تھیں ، جب چاشت کے وقت واپس آئے تو انھیں اسی حال میں دیکھا جس حال میں چھوڑ کر گئے تھے، آپ نے ان سے کہا کیا وہ اب تک اسی حال میں رہیں، انھوں نے کہا: ہاں ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد تین بار چار ایسے کلمات کہے ہیں کہ اگر ان کا مقابلہ صبح سے اب تک کے تمہارے سارے ذکر واذکار سے کیا جائے تو وزن میں بھاری پڑیں گے ۔ یہ کلمات ہیں: "سبحان اللہ وبحمده عددَ خلقِه ورضى نفسه وزنةَ عرشِه ومدادَ كلماتِه،، اللہ کی پاکی اور حمد ہو اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر اتنی کہ جس سے وہ خوش ہو اس کی عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر)

صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ صفیہ کے ساتھ نہیں بلکہ جویریہ کے ساتھ پیش آیا تھا، اور کنکریوں کا اس سلسلے میں کوئی ذکر نہیں ۔ لہذا دوسری روایت اس کے مقابلہ میں منکر کہلائے گی ۔ اور ایسی ضعیف اور منکر روایت قابل اعتبار نہیں۔

(۳) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے، اس کے سامنے گٹھلی یا کنکری تھی جس پر وہ تسبیح گن رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں آسان اور بہتر طریقہ نہ بتاؤں؟ وہ یہ ہے: ''سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء، وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الأرض، وسبحان اللہ عدد ما بین ذلک، وسبحان للہ عدد ما ھو خالق، واللہ اکبر مثل ذلک، والحمد للہ مثل ذلک والاحول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذلک'' (سبحان اللہ آسمان میں ساری مخلوقات کے برابر، سبحان اللہ زمین میں ساری مخلوقات کے برابر سبحان اللہ زمین اور آسمان کے درمیان ساری مخلوقات کے برابر، سبحان اللہ ان ساری مخلوقات کے برابر جنہیں وہ پیدا کرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ اکبر، الحمد للہ اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی) یہ حدیث ابو داؤد ۲/۸۰-۸۱، ترمذی ۵/۵۲۵ وغیرہ میں مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی خزیمہ ہے جو مجہول ہے علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں کہتے ہیں کہ وہ غیر معروف ہے حافظ ابن حجر نے بھی تقریب التہذیب میں اس کے بارے میں کہا ہے: ''لا یُعرَف '' وہ معروف نہیں۔ اس کی سند میں دوسرے راوی سعید بن ابی ہلال ہیں جو ثقہ ہونے کے باوجود اختلاط کا شکار ہو گئے تھے جیسا کہ امام احمد اور یحی بن معین نے کہا ہے دیکھیے: الفصل' لابن حزم (۲/۹۵)۔

مستدرک حاکم (۱/۵۴۷) اور مسند بزار (۴/۴۰) میں اس حدیث کی سند میں خزیمہ کا ذکر نہیں ایسی صورت میں یہ سند منقطع ہو جاتی ہے بہر حال یہ حدیث ضعیف ٹھہری ہے، خواہ خزیمہ کا ذکر ہو یا نہ ہو ذکر ہونے کی صورت میں وہ راوی

مجہول ہے، اور نہ ذکر ہونے کی صورت میں سند منقطع ہے متصل نہیں۔

اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ عہد نبوی میں کنکریوں پر تسبیح گننے سے متعلق جو حدیثیں مروی ہیں سب ضعیف ہیں۔ آخری دونوں حدیثیں جو لوگ جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں ان کے معنی و مفہوم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں عورتوں پر نکیر کی تھی کیوں کہ انھیں غیر شرعی طریقہ پر تسبیح گنتے ہوئے دیکھا تھا، ورنہ وہ ماھذا؟ (یہ کیا ہے؟) کے الفاظ نہ کہتے اور ان کنکریوں کے استعمال کے بجائے مختصر الفاظ میں جامع ذکر واذکار کی طرف رہنمائی نہ کرتے جو ادائیگی میں بھی آسان اور اجر میں بھی ہزاروں مرتبہ ادا کیے گئے الفاظ اور گھنٹوں کنکریوں پر گنے گئے اوراد سے بہتر ہیں یہ بات کوئی عقل سلیم گوارہ نہیں کرسکتی کہ جس طریقے کی طرف نبی ﷺ رہنمائی فرمائی تھی وہ افضل اور بہتر نہ ہو، اور جس پر نکیر کی ہو وہ جائز اور مستحب ٹھہرے۔ کیا ان دونوں صحابیات کے بارے میں کوئی تصور کرسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس انکار کے باوجود اپنے طریقے کے مطابق کنکریوں پر تسبیح گننے کا مشغلہ ان کا جاری رہا ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ ذکر کی انھوں نے کوئی پرواہ نہ کی ہو؟

یہ ہیں وہ چند حدیثیں جنھیں لوگ کنکریوں اور تسبیح کے دانوں پر ذکر واذکار کرنے کے جواز پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ہم نے ان کی تحقیق کرکے بتایا کہ وہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں پھر ان کے معنی و مفہوم پر اگر غور کیا جائے تو ان سے جواز واستحباب کے بجائے کراہت اور اس پر نکیر کا مفہوم نکلتا ہے۔

مصنوعی تسبیح کے سلسلے میں ایک حدیث اور پیش کی جاتی ہے آیئے اس کی بھی تحقیق کرتے چلیں۔ دیلمی نے مسند الفردوس (۹۱۵/۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: نعم المذکر السبحۃ " (سبحہ اللہ کو یاد دلانے کا بہترین ذریعہ ہے) سبحۃ کا لفظ عربی میں چونکہ عام طور پر مصنوعی تسبیح کے معنی میں آتا ہے، اس لئے اس حدیث سے لوگوں نے مصنوعی تسبیح کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔ ہم اس کے معنی و مفہوم پر بعد میں بحث کریں گے پہلے اس کی سند کی تحقیق کر لی جائے واقعہ یہ ہے کہ اس کی سند اکثر راوی مجہول اور غیر معروف ہیں ایک راوی محمد بن ھارون بن عاکر تو وضاع کذاب (جھوٹا اور حدیث گھڑنے والا) ہے جیسا کہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (۲۰۳/۷) میں اور ابن عاکر کرنے تاریخ دمشق میں لکھا ہے اسی طرح یہ حدیث موضوع ٹھہرتی ہے اس کی سند میں اور بھی کئی راوی ہیں جو ضعیف یا مجہول ہیں۔ علامہ البانی نے سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ "، (حدیث نمبر ۸۳) میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے شائقین محدثانہ تنقید کے لئے اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

اب آیئے اس حدیث کے معنی و مفہوم کی طرف چونکہ سبحہ (مصنوعی تسبیح) کا ذکر عربوں کے یہاں جاہلی دور میں نہیں ملتا، عہد نبوی میں بھی اس کا استعمال ثابت نہیں، اس لئے اس حدیث میں سبحہ کے لفظ سے مصنوعی تسبیح کا مفہوم سمجھنا کسی طرح درست نہیں کیوں کہ جس چیز کا کسی زمانہ میں رواج ہی نہ رہا ہو اس

کی فضیلت اور استحباب کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی کیسے ممکن ہے؟ لازماً ہمیں سُبحہ سے وہ معنی سمجھنا ہوگا جو اس زمانے میں معروف تھا یعنی نفلی نماز سُبحہ اور اس کے اشتقاقات کا نفلی نماز کے مفہوم میں استعمال بکثرت احادیث اور آثار سے ثابت ہے مصنوعی تسبیح کے معنی میں اس لفظ کا استعمال بعد کے ادوار میں ہوا ہے جیسا کہ علامہ ازھری نے تہذیب اللغہ میں اور علامہ زبیدی نے تاج العروس میں اپنے استاد سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

عہد نبوی کے بعد جن صحابہ وتابعین سے مصنوعی تسبیح استعمال کرنے کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے کسی سے بھی صحیح سند کے ساتھ اس کا ثبوت نہیں حلیۃ الاولیاء (۳۸۳/۱۰) میں ابو نعیم نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس ایک دھاگا تھا جس میں ہزار گرہیں تھیں وہ اس پر تسبیح گننے سے پہلے سوتے نہ تھے مگر اس روایت کی سند میں ایک راوی نعیم بن محرر مجہول ہے جس کے حالات کا پتہ نہیں

اسی طرح ایک اثر فاطمہ بنت حسین بن علی سے طبقات ابن سعد میں منقول ہے، جس میں ہے کہ وہ ایک ایسے دھاگے پر تسبیح گنتی تھیں جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں اس کی سند میں بھی ضعیف راوی اور ایک مجہول عورت ہے۔

صوفیا نے اس کا سلسلہ صحابہ وتابعین سے ثابت کرنے کے لئے حسن بصری سے ایک "مسلسل بالسبحہ" حدیث بھی گڑھ لی جس کی سند میں ہر شخص اپنے استاد کو ہاتھ میں تسبیح رکھے دیکھتا ہے یہ سلسلہ حسن بصری تک پہنچتا ہے۔ یہ حدیث

اگر چہ بعض مصنفین نے ذکر کی ہے لیکن یہ بالکل ہی موضوع اور جھوٹی ہے علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ اس کی ساری سندوں کا دارومدار ابوالحسن علی بن الحسن بن القاسم الصوفی پر ہے جنھیں وضاع بتایا گیا ہے اس روایت کا موضوع ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ حسن بصری سے اس کے برخلاف مصنوعی تسبیح پر نکیر مروی ہے۔ جیسا کہ ابن وضاح قرطبی نے "کتاب البدع والنہی عنہا (ص ۲۵) میں نقل کیا ہے کہ حسن بصری سے کسی نے تسبیح بنانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ امہات المومنین یا مہاجر عورتوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث نمبر ۷۶۷۰) میں امام ابراھیم نخعی سے بھی مروی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو تسبیح بنانے کے لئے دھاگے بٹنے اور اس سلسلے میں دوسری عورتوں کی مدد کرنے سے روکتے تھے امام نخعی کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنوعی تسبیح کا رواج پہلی صدی کے اواخر میں ہوا ہوگا اور ظاہر ہے کہ جب عربوں کے یہاں جاہلی دور میں پھر مسلمانوں کے یہاں پہلی صدی کے اخیر تک اس کا رواج نہ تھا تو لازماً وہ غیر اسلامی ہی کہا جائے گا اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ مسلمانوں نے اسے کہاں سے اخذ کیا؟

اگر قدیم ھندوستان کی مذھبی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ھندو مذھب میں مالا جپنے کی روایت بہت پرانی ہے، اس کے شیو اور وشنو فرقوں کے یہاں مالا میں دانوں کی تعداد مختلف ہوتی تھی سارے سادھو سنت ذکر و اذکار کے لئے اس کا سہارا لیتے تھے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے ھندو مذھب سے

اسے بدھ مذھب والوں نے اخذ کیا، ان کے دونوں فرقے مہایانا اور ہنایانا م ایشیا کے شمالی و جنوبی ملکوں میں جہاں جہاں گئے اپنے ساتھ مالا جپنے کی روایت ساتھ لیتے گئے ان ہی سے پھر اسے عیسائیوں نے لیا چنانچہ ان کے راہبوں کے درمیان اس کا رواج عام ہو گیا۔

پہلی صدی ہجری کے اواخر تک جب مختلف تہذیب و ثقافت اور مذھب کے حامل ممالک فتوحات کے ذریعہ اسلام کے زیر سایہ آئے تو ان کے باشندے سارے رسم و رواج اور معاشرتی و مذھبی روایات یک لخت نہ بھلا سکے، بلکہ ان میں پر سے بہت سی باتیں بہتر سمجھ کر مسلمانوں ہونے کے باوجود اختیار کیے رہے اس طرح مسلمانوں کے درمیان بہت سے ایسے خیالات اور تصورات کا رواج ہوا جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ عبادات کے سلسلہ میں مصنوعی تسبیح بنانے کا خیال بھی ان ہی میں سے ایک ہے چونکہ اس جیسے مالا کا ھندو بدھ اور عیسائی راہب اور مذھبی پیشوا عام طور پر استعمال کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کے اندر بھی تصوف سے متاثر لوگوں نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور مصنوعی تسبیح کو رواج دینے کا سلسلہ شروع کیا، پھر چند صدیوں کے اندر اس کی ایسی اشاعت ہوئی کہ تقریبا سب ہی اس میں مبتلا ہو گئے عجیب و غریب تسبیحیں بنائی گئیں ان کے فوائد اور استعمالات اور ان سے متعلق طرح طرح کی کرامات بیان کی گئیں کچھ لوگوں نے انھیں گلے میں لٹکائے رہنے کو رواج دیا اور کسی نے ان کی حفاظت کے لئے خاص صندوق بنائے غرضیکہ صوفیوں نے خاص اور عام لوگوں کے درمیان

انھیں خوب پھیلایا۔

کچھ لوگوں نے مصنوعی تسبیح کے جواز کے لئے ان احادیث وآثار سے استدلال کیا ہے جن میں کنکریوں اور گٹھلیوں پر تسبیح گننے کا ذکر ہے وہ کہتے ہیں کہ ان میں اور تسبیح کے دانوں میں بس اتنا فرق ہے کہ انھیں دھاگے میں پرو دیا گیا ہے آیئے ہم ان احادیث وآثار پر اجمالی نگاہ ڈالیں، کیوں کہ ہر ایک کی تفصیلی تنقید کے لئے مفصل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے، ابتدا میں ہم مرفوع احادیث کی تحقیق کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ ان میں سے کوئی حدیث ثابت نہیں اب ان آثار کا جائزہ لیتے ہیں جو بعض صحابہ سے مروی ہیں یہ آثار حضرت علی، ابوھریرہ ،ابوالدرداء، سعد بن ابی وقاص، ابو سعید خدری اور ابو صفیہ رضی اللہ عنھم سے منقول ہیں، ان میں سے اکثر کی سند میں ضعیف اور مجہول راوی ہیں، یا سلسلہ سند منقطع ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے شیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید کی ''تصحیح الدعاء'' ص ۱۵۰-۱۵۳)۔

ان کے مقابلہ میں ایسے آثار بھی وارد ہیں جن میں کنکریوں اور گٹھلیوں پر گننے سے منع کیا گیا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں (زیر رقم ۷۶۶۹، ۷۶۵۷، ۷۶۶۷) حضرت عمر، عائشہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے انگلیوں کے علاوہ کسی چیز پر تسبیح گننے کی ممانعت منقول ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تو اس پر نکیر متعدد سندوں سے ثابت ہے۔ ذیل میں مختصر وہ روایات مع حوالہ ذکر کی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہوگا کہ انھوں نے بار بار اور

متعدد موقعوں پر کنکریوں پر تسبیح گننے پر سخت نکیر کی تھی۔

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ (نمبر حدیث ۷٦٦۷) میں ہے ابراھیم نخعی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی دوسری چیز پر تسبیح گننے کو ناپسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کیا اللہ تعالیٰ کو نیکیاں بنا کر احسان جتانا چاہتے ہو؟!

(۲) ابن وضاح قرطبی "البدع والنہی عنہا" (ص ۱۲) الصلت بن بہرام سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ابن مسعود ایک عورت کے پاس سے گزرے جو دانوں پر تسبیح گن رہی تھی آپ نے انھیں توڑ کر بکھیر دیا۔ پھر ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو کنکری پر تسبیح گن رہا تھا آپ نے اسے لات سے مارا اور فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اس ظالمانہ بدعت کا ارتکاب کر کے صحابہ کرام سے سبقت لے گئے؟ اور علم میں ان سے بڑھ گئے؟

(۳) ابن وضاح نے "البدع والنہی عنہا" ص ۱۱) میں سیار ابوالحکم سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ کوفہ میں مسجد کے اندر کنکریوں پر تسبیح گنتے ہیں۔ آپ ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر آدمی نے اپنے سامنے کنکریوں کا ایک ڈھیر جمع کر رکھا ہے۔ آپ نے کنکریوں سے انھیں مارنا شروع کیا اور مارتے مارتے انھیں مسجد سے نکال باہر کیا پھر فرمایا: تم لوگوں نے بدعت کا ارتکاب کیا یا پھر صحابہ کرام سے علم سے سبقت لے گئے؟

(۴) ابن وضاح نے "البدع" (ص ۱۲) میں ایک دوسری سند سے ابن سمعان کے واسطے سے بھی ابن مسعود سے اسی طرح کی ایک روایت نقل کی ہے۔

(۵) سنن دارمی (جلد ۱ صفحہ ۶۰۔۶۱) میں ایک طویل روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار ابو موسی اشعری نے ابن مسعود کو بتایا کہ انھوں نے ابھی مسجد میں ایک عجیب چیز دیکھی، انھوں نے پوچھا کیا؟ تو بتایا کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو دیکھا کہ مختلف حلقے بنا کر بیٹھے نماز کا انتظار کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں۔ ہر حلقہ میں ایک آدمی ہے وہ ان سے کہتا ہے سو بار اللہ اکبر کہو تو وہ کہتے ہیں۔ پھر اسی طرح ان سے سو بار لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کہنے کے لئے کہتا ہے، تو وہ ایسا کرتے ہیں۔ ابن مسعود نے ابو موسی اشعری سے پوچھا پھر تم نے ان سے کیا کہا؟ انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کی رائے کے انتظار میں ان سے کچھ نہیں کہا۔ آپ نے فرمایا ان سے کیوں نہیں کہا کہ اپنے گناہ گنو، میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوا کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی پھر ابن مسعود اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گئے، اور ایک حلقہ کے پاس کھڑے ہو کر پوچھا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا یہ کنکریاں ہیں ہم ان پر تکبیر و تہلیل و تسبیح گن رہے ہیں آپ نے فرمایا: اپنے گناہوں کا شمار کرو۔ میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ افسوس! اے محمد کے ماننے والوں! کتنی جلد تم ہلاکت کو پہنچ گئے۔ ابھی صحابہ کرام کی کثرت موجود ہیں، ابھی رسول ﷺ کے کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے ان کے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ اللہ کی قسم! یا تو تم نبی کے بتائے ہوئے دین سے زیادہ بہتر دین پر ہو یا پھر گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ لوگوں نے کہا: حضرت ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا

بہت سے ایسے ہیں جو نیکی کا قصہ کرنے کے باوجود نیکی نہیں پاتے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔واللہ مجھے علم نہیں،شاید ان میں کے بہت سے لوگ تمہارے اندر ہوں! یہ کہہ کر ابن مسعود رخصت ہوگئے۔

راوی (عمرو بن سلمہ) کا کہنا یہ ہے کہ نہروان کی لڑائی میں یہ لوگ واقعتا خوارج کے ساتھ تھے اور ہم سے لڑ رہے تھے۔

(٦) بحشل نے تاریخ واسط" (١٩٨-١٩٩) میں بھی یہ روایت علی بن الحسن بن سلیمان کی سند سے دارمی کی طرح نقل کی ہے

حضرت ابن مسعود سے متعدد سندوں سے مروی یہ آثار بتا رہے ہیں کہ انھوں نے شدت سے ان لوگوں پر نکیر کی تھی جنہوں نے مسنون طریقہ چھوڑ کر تسبیح گننے کا نیا طریقہ نیکی کا کام سمجھ کر ایجاد کیا اور اس پر عمل پیرا ہوئے۔ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس بدعت کے ظہور پر ابن مسعود وغیرہ نے اس کا سختی سے نوٹس لیا جب صرف کنکریوں پہ تسبیح گننے پر اتنی سخت نکیر کی گئی تو انھیں دھاگے میں پرو دیئے کے بعد غیر اسلامی مذھب میں موجود "مالا" سے تسبیح کی مشابہت کے بعد اس کا بدعت اور معصیت ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے۔اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو بدعت سے بچائے اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

محمد عزیر شمس

مکۃ المکرمۃ

مملکت سعودی عرب